تعلیم وتربیت کی اہمیت

(افکار امام خمینیؒ کی روشنی میں)

سید رمیز الحسن موسوی*

srhm2000@yahoo.com

کلیدی کلمات: تعلیم وتربیت، تزکیۂ نفس، انبیائے کرام، انسانی روح

خلاصہ

کسی شخص کے رشد و تکامل یا اس کی استعداد کو نکھارنے کے لئے اسباب فراہم کرنے کا نام تعلیم وتربیت ہے۔ اس مقالے میں اس موضوع کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ دین اسلام نے تعلیم وتربیت کو خصوصی اہمیت دی ہے۔ لہٰذا قرآن میں انبیاء کی بعثت کے ساتھ تعلیم وتربیت کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔ تمام انبیاءؑ انسانیت کے معلم ہیں۔ انبیاء کے بعد علما نے یہ ذمہ داری پوری کرنی ہے۔ امام خمینیؒ ایک ایسے عالم دین ہیں، جنہوں نے اسلامی تعلیم وتربیت کی روشنی میں ظلم وستم اور جہالت کے ہاتھوں پسے ہوئے انسانوں کو حقیقی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے کے لئے عظیم جدوجہد کی ہے۔ اس وقت ہمارا پاکستانی معاشرہ مغرب پرست حکمرانوں کی وجہ سے تعلیم وتربیت کے میدان میں بے شمار مسائل سے دوچار ہے۔ ایسے معاشرے کے لئے تعلیم وتربیت کے مطلوبہ نظام کے فقدان میں تعلیم وتربیت کی اہمیت سے متعلق امام خمینیؒ کے افکار کا مطالعہ یقیناً مفید ہوگا، وہ افکار کہ جن کی وجہ سے پڑوسی مسلمان ملک اسلامی جمہوری ایران میں تعلیم وتربیت کے شعبے میں ایک عظیم انقلاب آچکا ہے اور اسی نظام کے سائے میں ایک شجاع اور بابصیرت نسل پروان چڑھ رہی ہے۔

مقدمہ

انسانی علوم میں سے ایک اہم موضوع تعلیم وتربیت ہے۔ تعلیم وتربیت کیا ہے؟ اس کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں جن میں سے ایک تعریف بہت واضح اور عام فہم ہے جس کے مطابق: ''ایک خاص مقصد اور طے شدہ لائحۂ عمل کے تحت کسی شخص کو اپنے اختیار سے رشد و تکامل کی طرف لے جانے یا اس کی استعداد وصلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے علل واسباب فراہم کرنے کا نام تعلیم وتربیت ہے۔ (1)

تعلیم وتربیت سے متعلق لکھی جانے والی کتابوں میں ارسطو، افلاطون، فارابی، ابن سینا، غزالی اور بعض مغربی دانشوروں کی تعریفیں بھی نقل کی گئی ہیں، لیکن سب کا مطمح نظر فرد یا معاشرے کو رشد و تکامل تک پہنچانے کے لئے لائحۂ عمل مرتب کرنے کا نام تعلیم وتربیت ہے۔ آیت اللہ مرتضی مطہری شہید کے نزدیک تعلیم سے مراد متعلّم کی فکری قوت کی پرورش کرنے، اسے استقلال تک پہنچانے اور اس کے اندر پنہان جدت پسندی کی قوت کو بالفعل بنانا ہے، جبکہ تربیت سے مراد کسی چیز میں بالقوہ موجود استعداد اور صلاحیت کو بالفعل بنانا اور اُس کی پرورش کرنا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو فقط جانداروں ہی کی تربیت کی جاسکتی ہے، غیر جانداروں کے بارے میں ہم تربیت کی اصطلاح استعمال نہیں کر سکتے۔ کیونکہ غیر جاندار چیزوں کی حقیقی معنوں میں پرورش نہیں

---

*۔ مدیر مجلّہ سہ ماہی "نور معرفت" نور الہدیٰ مرکز تحقیقات (نمت) بھارہ کہو، اسلام آباد

کی جاسکتی جیساکہ ہم ایک پودے، حیوان یاانسان کی پرورش کرتے ہیں۔اس سے معلوم ہواکہ تربیت کو فطرت وجبلت کے تابع ہونا چاہیے۔ بنابریں انسان کی تربیت سے مراد اس کی استعداد کی پرورش کرنا ہے۔ اور یہ استعداد عقلی بھی ہوسکتی ہے، اخلاقی بھی ہوسکتی ہے اور دینی بھی۔(2)

اسلام میں تعلیم وتربیت کی اہمیت

اس مقالے میں اس موضوع کی اہمیت اور تمام موضوعات میں اس کے مقام ومنزلت کے بارے میں بحث مقصود ہے۔ تمام عقلاکے نزدیک انسانی زندگی میں تعلیم وتربیت کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے جس کا کوئی بھی ذی شعور انسان انکار نہیں کرسکتا۔ اسی اہمیت کی وجہ سے دین اسلام نے بھی انسانوں کی تعلیم وتربیت کو غیر معمولی اہمیت دی ہے اور اپنی تعلیمات میں ہر انسان پر واجب قرار دیا ہے کہ وہ ماں کی آغوش سے لے کر قبر تک اپنی تعلیم وتربیت کے لئے سعی وکوشش کرتا رہے۔ انسان فطرتاً تعلیم پذیر اور تربیت کا محتاج ہوتا ہے۔ اور اس کی تمام خفیہ صلاحیتیں اور استعدادیں تعلیم وتربیت ہی کے ذریعے نکھرتی اور پھلتی پھولتی ہیں۔

انسان کاانسان بنااور اپنے انتہائی کمال تک پہنچنا تعلیم وتربیت ہی کا مرہون منت ہے۔اگر انسان اپنی زندگی میں تعلیم وتربیت کی فرصت کو ہاتھ سے کھودے تو وہ اپنے سب سے قیمتی سرمایے سے محروم ہوجاتا ہے۔ تعلیم وتربیت جہاں انسان کی روحانی قوتوں اور صلاحیتوں کو ترقی عطا کرتی ہے وہاں اس کی جسمانی صلاحیتوں کو بھی تقویت پہنچاتی ہے اور انسان کی انفرادی واجتماعی اور معاشی وسماجی ضروریات کو بھی پورا کرتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ تعلیم وتربیت تمام ادوار میں انسانی تہذیب وتمدن کی بنیاد قرار پاتی ہے۔خلاصہ یہ کہ انسان کے تمام مسائل ومشکلات تعلیم وتربیت کے ذریعے برطرف ہوسکتی ہیں اور اس کے تمام اُمور اِنہی دو چیزوں سے تعلق رکھتے ہیں۔اسلام کی نظر میں جو شخص تعلیم وتربیت سے بہرہ مند نہیں وہ اس شخص کی مانند ہے جو لق ودق بیابان میں حیران وپریشان اور سرگردان پھر رہاہوتا ہے اور نہیں جانتا کہ کس طرف جائے اور کہاں اپنی منزل تلاش کرے۔

تعلیم وتربیت کے سلسلے میں انسان کی اسی فطری ضرورت کی وجہ سے قرآن مجید نے تعلیم وتربیت کو خصوصی اہمیت دی ہے۔لہٰذا جہاں بھی قرآن مجید میں انبیائے کرام کے مبعوث ہونے کا تذکرہ ہواہے وہاں تعلیم وتربیت کا بھی ذکر آیا ہے۔ لہٰذا دین اسلام نے انسانوں کے لئے تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام فرمایا ہے اور اُن کی دنیوی زندگی کے علاوہ اُخروی زندگی کے لئے بھی تعلیم وتربیت کو ضروری سمجھا ہے۔انسان کو خلق کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا کام اس مخلوق کی تعلیم وتربیت کے لئے الٰہی معلّمین کا انتظام کیا ہے اور دنیا میں پہلا انسان ہی پہلا معلم قرار پایا ہے۔

ہمارے نزدیک تمام انبیائے کرامؑ، انسانیت کے معلم ہیں۔ لہٰذا روئے زمین پر پہلے انسان حضرت آدمؑ کی خلقت کے ساتھ ہی اُنہیں خلعت نبوت سے بھی نوازا گیاہے تاکہ انسان اپنی خلقت کے ساتھ ہی تعلیم وتربیت کی نعمت سے بھی بہرہ مند ہوسکے۔انسانوں کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرامؑ کے علاوہ لاکھوں اوصیاء واولیاء اور معصوم انسانوں کو بھیجا گیا ہے۔قرآن مجید انبیائے کرام علیہم السلام پر تعلیم وتربیت کی ذمہ داری کے بارے میں واضح الفاظ میں فرماتا ہے:

"هُوَالَّذِی بَعَثَ فِی الأُمِّیّینَ رَسُولاً مِنهُمْ یَتْلُوا عَلَیْهِمْ آیاتِهِ وَیُزَکّیهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتابَ وَالْحِکْمَةَ "۔(3)

یعنی: "وہ وہی ہے جس نے اُمیین میں خود اُنہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا تاکہ وہ اس کی آیات کی ان پر تلاوت کرے ،انہیں پاک وپاکیزہ کرے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے"۔

قرآن مجید تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ انسانوں میں فرق کا قائل ہے اور ان دونوں کو ایک جیسا نہیں سمجھتا، جیسا کہ آیہ مجیدہ میں آیا ہے کہ

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ" یعنی: "کہہ دو کیا جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے برابر ہیں؟" (4)

ایک دوسری آیت میں جاہل انسان کو اندھے سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا ہے:

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ۔"

یعنی: "کہہ دو کہ نابینا اور بینا برابر ہیں؟ تم اس پر غور کیوں نہیں کرتے؟" (5)

اسلامی تعلیمات میں ماں باپ پر اولاد کے سلسلے میں دوسری ذمہ داریوں کے علاوہ سب بڑی جو ذمہ داری عائد کی گئی ہے وہ یہی تعلیم و تربیت ہے۔ ماں باپ پر واجب ہے کہ وہ جہاں بچوں کی مادی ضروریات پوری کریں وہاں اُن کی معنوی اور روحانی تربیت کا بھی اہتمام کریں۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں آباء واجداد کی جانب سے اولاد کے لئے بہترین میراث، ادب اور اچھی تربیت ہے۔ (6)

امام خمینیؒ اور تعلیم و تربیت کی اہمیت

انبیائے کرام، اولیائے عظام اور معصومین علیہم السلام کے بعد ہر دور کے علمائے ربانی نے بھی انسانوں کی تعلیمی و تربیتی ضرورت کے لئے بے شمار زحمتیں برداشت کی ہیں اور وہ آج تک پورے عالم انسانیت کو مہذب بنانے کے لئے سعی و کوشش کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عصر حاضر میں انبیاء اور اولیاء کے علمی و معنوی وارث علمائے کرام ہیں۔ اس دور کے علماء میں سے ایک حضرت امام خمینیؒ بھی ہیں کہ جنہوں نے اسلامی تعلیم و تربیت کی زندہ تعلیمات سے کسب فیض کرتے ہوئے اپنے دم مسیحائی سے بڑی طاقتوں کے ظلم و ستم اور جہالت کے ہاتھوں پسے ہوئے اور غمزدہ انسانوں کی رہائی، انہیں حیات نو عطا کرنے، ان کی تشنہ روح کو سیراب کرنے اور انہیں حقیقی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کے لئے عظیم جدوجہد کی ہے۔

خود اُن پر الٰہی تعلیم و تربیت کی گہری چھاپ تھی جس کی وجہ سے وہ اپنے قول و فعل میں ایک جیسے تھے۔ وہ ایک نمایاں دینی اور علمی شخصیت کے مالک تھے اور اُنہوں نے اپنی اسی شخصیت سے استفادہ کرتے ہوئے لاکھوں انسانوں کے لئے دینی و اخلاقی تعلیم و تربیت کا میدان فراہم کیا اور آج اُن کی جدوجہد کے نتیجے میں قائم ہونے والی اسلامی حکومت تعلیم و تربیت کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہی ہے اور اُن کے بچھائے ہوئے تعلیمی و تربیتی دستر خوان سے پوری دنیا کے مسلمان بہرہ مند ہو رہے ہیں۔

امام خمینیؒ کے تعلیمی و تربیتی افکار خالص الٰہی افکار ہیں اور وہ الٰہی بنیادوں پر انسانوں کی تربیت اور تعلیم کے قائل تھے، وہ تعلیم و تربیت کہ جس کے داعی انبیائے کرامؑ تھے اور جس کی بنیادیں انہی الٰہی نمائندوں نے رکھی تھیں۔ امام خمینیؒ کے افکار کے مطابق اسلام و قرآن، انبیاء اور ائمہ اطہار علیہم السلام سب ہی انسانوں کی تربیت میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن انسانی تربیت اور تعمیر کردار کی کتاب ہے۔ اُن کے نزدیک دین اسلام اور یہ الٰہی و توحیدی مکتب، انسان کی اُس کے وجود کے تمام پہلوؤں میں تربیت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

حضرت امام خمینیؒ نے تعلیم وتربیت کی اہمیت کے متعلق بارہا اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم سب کی مشکلات کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے نہ اپنا تزکیہ کیا ہے اور نہ تربیت۔ وہ تہذیب نفس اور پاکیزہ اخلاق کے حصول اور کوشش کو اہم ترین کاموں اور واجب ترین عقلی واجبات میں سے شمار کرتے تھے۔ اُن کے نزدیک تربیت کی اہمیت کیلئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ بعثت انبیاء کی غرض وغایت انسانوں کی تعلیم وتربیت ہے۔

امام خمینیؒ علم و تعلیم کے بلند مقام و مرتبے کے بارے میں علم کو دنیا وآخرت کی سعادت کا باعث قرار دیتے ہوئے تاکید کرتے ہیں کہ علم کو تربیت کیلئے حاصل کرنا چاہیے۔ لیکن اس نکتہ کی جانب توجہ بہت ضروری ہے کہ وہ اس علم و تعلیم کی تاکید کرتے ہیں جو بامقصد ہو اور کسی خاص مقصد کیلئے حاصل کی جائے اور وہ جہت و مقصد فقط خدا اور خدا کی طرف توجہ ہونا چاہیے۔ امامؒ کے نزدیک اگرچہ کہ انبیائے کرامؑ کا اصل کام لوگوں کی تربیت تھی اس کے باوجود امام خمینیؒ اس کی جانب بھی اشارہ فرماتے ہیں کہ اپنی عملی زندگی اور کاموں میں استقامت و پائیداری اختیار کرنا، ممالک کی ترقی اور ان کے استقلال کیلئے مختلف شعبوں کے ماہرین، سنجیدہ اور ذمہ دار افراد کی تربیت بھی انبیاء کے دستور وآئین کے بنیادی نکات میں شامل ہے۔

اس وقت ہمارا موجودہ پاکستانی معاشرہ مغربی طاقتوں کے زیر اثر اور سیکولر مغرب پرست حکمرانوں کی وجہ سے جہاں اور بہت سی ثقافتی مشکلات کا شکار ہے وہاں تعلیم وتربیت کے لحاظ سے بھی بے شمار مسائل سے دوچار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملت کے نونہال اور نوجوان تعلیم وتربیت کے مہنگے ترین نظام کے باوجود، اُس تعلیم وتربیت سے بہرہ مند نہیں ہو سکتے جو قرآن وسنت کی مطلوب تعلیم وتربیت ہے۔ ایک مسلمان اور مؤمن معاشرے کے لئے تعلیم وتربیت کے اسی مطلوبہ نظام کے فقدان میں تعلیم وتربیت کی اہمیت سے متعلق حضرت امام خمینیؒ کے افکار کا مطالعہ یقیناً مفید ہوگا، وہ افکار کہ جن کی وجہ سے پڑوسی مسلمان ملک اسلامی جمہوری ایران میں تعلیم وتربیت کے شعبے میں ایک عظیم انقلاب آچکا ہے اور اسی تعلیمی وتربیتی نظام کے سائے میں ایک شجاع، مدبر اور بابصیرت نسل پروان چڑھ رہی ہے۔ ذیل میں ہم مختلف عناوین کے تحت امامؒ کے بیانات اور فرامین کی روشنی میں تعلیم وتربیت کی اہمیت کے بارے میں ایک مطالعہ پیش کرتے ہیں۔

انسانی روح کی اہمیت

اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان کی اصل واساس، اُس کا مادی بدن نہیں ہے بلکہ اس کی روح ہے۔ انسان جب تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ ہوتا ہے تو درحقیقت وہ اپنی روح کو مہذب بناتا ہے نہ بدن کو، البتہ روح ونفس کے مہذب ہونے کی وجہ سے انسان کا بدن اور جسم بھی نورانیت حاصل کرلیتا ہے۔ اس لئے امام خمینیؒ اور دوسرے اسلامی فلاسفہ کے نزدیک اس کائنات میں جس کی چیز کی سب سے زیادہ اہمیت ہے، وہ انسان کی روح ہے، جس کو مہذب بنانے کے لئے انسان کو ہر کوشش کرنی چاہیے اور اُس تعلیم وتربیت سے بہرہ مند ہونا چاہیے جو انسان کی روح کو مہذب بنانے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ چونکہ اسی روح اور نفس نے ہی ابدی دنیا میں جانا ہے اور ابدی زندگی گزارنی ہے۔ لہٰذا روح ونفس کی اہمیت کے بارے میں "چہل حدیث" میں امامؒ لکھتے ہیں:

> "جان لو کہ انسان کی ان مختلف باطنی صورتوں کہ جن میں سے ایک انسانی صورت ہے، عالم برزخ کے آغاز اور سلطنت آخرت کے غلبہ وتسلّط کہ جس کی ابتدا عالم برزخ سے ہی ہوتی ہے، کا معیار ومیزان روح (نفس) کا بدن سے نکلنے کا وقت ہے۔ انسانی روح بدن سے نکلتے وقت جس عادت وملکہ سے اس دنیا سے رخصت ہوگی اسی ملکہ وعادت کے مطابق آخرت میں شکل پائے گی۔ برزخ کی ملکوتی آنکھیں اسے دیکھیں گی اور وہ خود بھی اپنی برزخی آنکھوں کے کھلتے وقت اپنے آپ کو اپنی اصلی اور حقیقی صورت میں دیکھے گا البتہ اگر اس کی (برزخی) آنکھیں ہوئیں تو ضروری نہیں ہے کہ جو اس دنیا میں جس شکل وصورت کا مالک ہو آخرت میں بھی وہی شکل وصورت رکھتا ہو۔

خداوند عالم روز محشر بعض افراد کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے: "خدایا! مجھے نابینا کیوں محشور کیا جبکہ میں دنیا میں بینا تھا؟" خداوند عالم جواب دے گا: "چونکہ تم نے ہماری نشانیوں کو فراموش کر دیا تھا اسی طرح آج تم کو فراموش کر دیا گیا ہے۔" (7) اے بے چارے انسان! تم دنیا میں صرف ظاہری آنکھوں والے اور سطحی بینائی کے مالک تھے لیکن تمہارا باطن تاریک اور چشم ملکوت نابینا تھی۔ تم نے آج اپنی نابینائی اور اندھے پن کا ادراک کیا ہے درحالیکہ تم تو پہلے ہی سے نابینا تھے۔ تم آیات خدا اور اس کی نشانیوں کا مشاہدہ کرنے والی چشم بصیرت اور باطنی بینائی کے مالک نہیں تھے۔ اے بے چارے انسان! تم صرف ملکی (مادی وظاہری اور) اچھی شکل وصورت اور ظاہری قد و قامت کے مالک تھے۔ (لیکن) دنیائے ملکوت اور باطنی عالم کا میزان یہ سب چیزیں نہیں ہے۔

تمہیں چاہیے کہ باطنی (روحانی) قد و قامت حاصل کرو تاکہ روز قیامت تمہاری شکل وصورت اور قد و قامت صحیح وسالم ہو۔ تمہیں چاہیے کہ تمہاری روح، انسانی روح ہو تاکہ عالم برزخ اور روز محشر، انسانی صورت کو پا سکو۔ تم یہ خیال کرتے ہو کہ عالم غیب و باطن کہ جو رازوں کے منکشف ہونے اور ملکات (انسانی پختہ عادتوں) کے ظہور کا عالم ہے، ظاہری عالم اور مادی دنیا کی مانند ہے کہ جہاں دھوکہ اور فریب سے کام نکال لیا جائے گا؟ تمہاری آنکھیں، کان اور دست و پا سمیت تمام اعضا اپنی ملکوتی زبان سے بلکہ بعض افراد کے قول کے مطابق ملکوتی شکل وصورت میں تمہارے ہی خلاف گواہی دیں گے۔" (8)

عقل کی نظر میں سب سے اہم کام

عقل کے نزدیک سب سے اہم کام تہذیب نفس ہے جس کے ذریعے انسان نفسانی خواہشات اور شیطانی وسواس سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ لہٰذا انسان کو ایسی تعلیم وتربیت حاصل کرنی چاہیے جو اس کی اس مقصد کی تکمیل میں مددگار ثابت ہو۔ لہٰذا امام خمینیؒ کے مطابق:

" تہذیب نفس اور پاکیزہ اخلاق کے حصول کی کوشش کرنا جو درحقیقت شیطان کے تسلّط اور اس کی حکومت سے آزاد ہونا ہے، سب سے اہم ترین کام اور عقلی طور پر سب سے زیادہ واجب امر ہے۔" (9)

باطنی نورانیت کی اہمیت

امام خمینیؒ کے نزدیک تہذیب نفس ایک دائمی عمل ہے جس میں توقف جائز نہیں۔ ایسا نہیں کہ انسان ایک ماہ تو تقویٰ وپرہیزگاری کے ذریعے تہذیب نفس کرتا رہے اور اس کے بعد اس کو چھوڑ دے اور اپنے نفس سے غافل ہو جائے۔ چونکہ نفس اور روح کی تہذیب سے دل کی نورانیت اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے جس کے لئے مسلسل جد وجہد کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے تہذیب نفس سے متعلق تعلیم وتربیت کا عمل بھی ایک دائمی اور مسلسل عمل ہے۔ اس لئے امامؒ تہذیب نفس اور سیر وسلوک کے طالب علموں کو وصیت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حق کے طالب کیلئے بہتر یہی ہے کہ وہ حق کے وصول کیلئے اقدامات کرے۔ اگر اس نے اپنے قلب کی نورانیت وطہارت میں کوئی تبدیلی دیکھی اور باطن کی نورانیت کو دریافت کر لیا تو اسے اور زیادہ محنت کرنی چاہیے۔ یہ بات روز روشن کی مانند عیاں ہے کہ یہ تمام امور بتدریج اور طولانی مدت میں انجام پاتے ہیں اور چونکہ ان کی اہمیت بہت زیادہ ہے لہٰذا انسان کو ان کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے۔ ان امور کی طرف بے توجہی اور تغافل کا نقصان دنیوی ضرر کی مانند نہیں ہے کہ انسان یہ کہے کہ "اگر آج یہ کام نہیں ہوا تو کل میں اس کا جبران کر دوں گا اور اگر جبران نہ بھی ہوا تو مشکل

کی کوئی بات نہیں، دنیا ایسے ہی گزر جائے گی'' یہ ابدی سعادت وشقاوت ہے، ایسی شقاوت وبدبختی کہ جس کی نہ کوئی آخری حد ہے اور نہ اختتام۔'' (10)

معنوی تربیت ہی کامل ترین رحمت ہے

امام خمینیؒ کے نزدیک تربیت کی دو قسمیں ہیں ایک مادی تربیت جس کے اثرات فقط اسی مادی دنیا تک محدود ہیں اور دوسری معنوی اور روحانی تربیت ہے کہ جس کی حدود لامتناہی ہیں اور جسے امامؒ رحمت الٰہی کا مصداق قرار دیتے ہیں چونکہ رحمت الٰہی کی کوئی حدود نہیں ہیں:

''تمام رحمتوں میں سب سے زیادہ کامل رحمت، معنوی تربیت کی نعمت ہے کہ جو بنی نوع انسان سے ہی مخصوص ہے، مثلاً کتب سماوی اور انبیاء مرسلین کا بھیجا جانا۔'' (11)

بچوں کی تربیت کی اہمیت

دوسرے تعلیمی وتربیتی ماہرین کی مانند امام خمینیؒ کے نزدیک بھی بچوں اور نوجوانوں کی تربیت اور تعلیم بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے جس سے غفلت ناقابل تلافی نقصان کا سبب بنتی ہے۔اس سلسلے میں وہ لکھتے ہیں:

''ابتدا میں بچوں کی روح سادہ کاغذ کی طرح صاف ہوتی ہے اور وہ ہر نقش کو آسانی سے قبول کرلیتی ہے۔ پھر جب اس پر کوئی چیز نقش ہوجاتی ہے تو اسے آسانی سے مٹایا نہیں جاسکتا۔ چنانچہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ بچے جو معلومات اور عادات بچپنے میں سیکھ جاتے ہیں وہ بڑھاپے کی انتہا تک برقرار رہتی ہیں۔ ایام طفولیت میں حاصل ہونے والی معلومات پر نسیان کا حملہ بہت کم واقع ہوتا ہے۔ بنابریں بچوں کی تعلیم وتربیت والدین کی نہایت اہم ذمہ داری ہے۔ اگر اس ذمہ داری کے معاملے میں سستی اور سہل انگاری سے کام لیا جائے تو بے چارے بچے اخلاق رذیلہ کا شکار ہوجاتے ہیں اور یہ امر اس کی ناکامی اور بدبختی کا موجب بنتا ہے۔

یاد رہے کہ ایک بچے کی تربیت کو ایک کام شمار نہیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح ایک بچے کی غلط تربیت یا اس سے غفلت کو ایک غلطی شمار نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ عین ممکن ہے کہ ایک بچے کی تربیت کے نتیجے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد، بلکہ ایک ملت یا پورے ملک کی اصلاح ہو۔ اس کے برعکس ایک بچے کی خرابی ایک ملک یا ایک قوم کی تباہی وخرابی پر اختتام پذیر ہو۔'' (12)

اچھی تربیت سے فطری استعداد کا پھلنا پھولنا

امام رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اچھی تربیت کے بہت دوررس اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس تربیت کا آغاز انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی ہوجانا چاہیے چونکہ انسان پیدائشی طور پر نیک فطرت ہوتا ہے جس کو بعد میں اچھی یا بُری تربیت کے ذریعے اچھا یا بُرا بنادیا جاتا ہے۔اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے امامؒ لکھتے ہیں:

''انسان پیدائشی طور پر دنیا میں برا بن کر نہیں آیا ہے، بلکہ وہ بہترین اور اچھی فطرت کے ساتھ دنیا میں بھیجا گیا ہے اور وہ خدائی فطرت کا مالک ہے (كُلُّ مَولُودٍ يُولَدُ عَلىٰ الْفِطرَة) (13) کہ جو وہی انسانی فطرت، صراط مستقیم کی فطرت اور فطرت اسلام وتوحید ہے۔ یہ تربیت ہی ہے جو یا تو اس فطرت

کی نشو و نما میں مدد دیتی ہے یا پھر اس فطرت کا گلا گھونٹ دیتی ہے۔ یہ تربیت ہی ہے کہ جو ممکن ہے ایک مملکت کو انسانی معاشرے کے کمال مطلوب تک پہنچا دے اور ایک ملک کو صحیح معنی میں انسانی اقدار اور اسلام کا مطلوب ملک بنا دے یا یہی خراب تربیت یا بغیر تربیت کے تعلیم ہی ہے کہ جو ممکن ہے ایسے افراد کی تربیت کرے کہ جن کے ہاتھوں میں ملکی تقدیر اور باگ دوڑ ہو اور وہ ملک کو تباہ و برباد کر دیں۔" (14)

غلط تربیت کی وجہ سے روح کا تنزل

جس طرح انسان پر اچھی تربیت کے دور رس اثرات مرتب ہوتے ہیں، اسی طرح بُری تربیت اور تعلیم بھی انسان کی تباہی و بربادی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس نفسیاتی مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے امامؒ لکھتے ہیں:

"انسان ایک ایسا موجود ہے کہ جسے اگر لگام نہ دی جائے یا وہ اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق پروان چڑھے اور ایک جنگلی گھاس کی مانند گلستان حیات میں قدم رکھے یا پھر اس کی تربیت نہ ہو تو وہ ماہ و سال کی جتنی بھی سیڑھیاں چڑھے گا یا مقام و منصب کے جتنے درجات کو بھی طے کرے گا، وہ روحانی طور پر تنزل ہی کرتا رہے گا اور اس کی معنویت اور باطنی دنیا سب سے بڑے شیطان جو شیطان نفس ہے، کے تصرف و اختیار میں چلی جائے گی۔" (15)

تزکیۂ نفس بعثت انبیاء کا مقصد

انسان جتنا بھی تعلیم یافتہ ہو اور پڑھا لکھا ہو اگر وہ مہذب نہیں ہے اور اس نے اپنا تزکیہ نفس نہیں کیا تو کسی قسم کی بھی تعلیم اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔ امامؒ کے نزدیک تعلیم کے ساتھ بلکہ اس سے پہلے تزکیہ نفس ضروری ہے۔ اسی لئے انسان کی پیدائش کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کے تزکیہ نفس کے لئے انبیائے کرامؑ کا انتظام فرمایا ہے۔ کیونکہ انسان کی تمام مشکلات تزکیہ نہ ہونے کی وجہ سے ہیں۔ اس مطلب کی وضاحت امام خمینیؒ کے ان بیانات سے ہوتی ہے:

"ہماری تمام مشکلات اس لیے ہیں کہ ہم نے نہ تو اپنا تزکیۂ نفس کیا ہے اور نہ ہی تربیت۔ بہت سے لوگ عالم و دانشمند اور مفکر تو بن گئے مگر ان کی تربیت نہیں ہو سکی۔ ان کے افکار تو بہت گہرے ہیں لیکن تربیت کی خوبو سے بہت دور۔ بشریت پر بے تربیت و بے تزکیہ عالم کی طرف سے آنے والی مشکلات و خطرات مغلوں کے حملوں سے زیادہ ہیں۔ انبیاء کے مبعوث ہونے کی غرض و غایت پہلے مرحلے پر یہی تزکیۂ نفس ہے اور اس کے بعد تعلیم۔ اگر انسانی نفوس بغیر تزکیہ نفس اور تربیت، جہاں بھی جائیں اور جس علم کو بھی حاصل کریں خواہ وہ علم توحید ہی کیوں نہ ہو یا معارف الٰہی کا علم، وہ فلسفہ وفقہ ہو یا پھر سیاست کا میدان، وہ جس شعبہ زندگی میں قدم رکھیں گے، اگر اپنے شیطان باطنی سے رہائی حاصل نہ کر سکے تو ایسے افراد انسانیت کیلئے بہت مہلک ہیں۔" (16)

تزکیۂ نفس سے نور ہدایت کا حصول

تزکیۂ نفس کی اہمیت اور بنیادی کردار کے بارے میں ایک اور مقام پر امام خمینیؒ فرماتے ہیں:

"تزکیہ نفس اس لیے ہے کہ انسان کا باطن نور ہدایت سے جگمگا اٹھے۔ جب تک آپ کا تزکیہ نہیں ہوا ہے جان لیے کہ سرکشی کا خطرہ آپ کے سر پر منڈلا رہا ہے اور جب تک آپ نے اپنا تزکیہ نفس نہیں کیا ہے، علم کا حصول آپ کیلئے خطرناک ہے، بلکہ تمام چیزوں سے زیادہ خطرناک۔ جب تک آپ نے تہذیب و تزکیہ نفس سے اپنے باطن کو آراستہ نہیں کیا ہے اس وقت تک مقام و منصب کا حصول آپ کیلئے خطر آور ہے اور آپ کو دنیا و آخرت کی ہلاکت سے دوچار کر سکتا ہے۔" (17)

اپنی اصلاح تمام چیزوں پر مقدم ہے

انسان تعلیم یافتہ ہو یا نہ ہو اس کے لئے اپنی اصلاح اور تزکیۂ نفس انتہائی ضروری ہے۔ دنیا کے تمام کاموں کی اصلاح حتیٰ اُمور مملکت کی اصلاح انسانوں کے تزکیہ سے تعلق رکھتی ہے۔ دنیا میں جتنی بھی فاسد حکومتیں بنتی ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ فاسد اور بے تربیت افراد ہوتے ہیں خواہ وہ کتنے ہی تعلیم یافتہ ہوں۔ تعلیم سے زیادہ اپنی اصلاح اور تربیت کی اہمیت کے بارے میں امام خمینیؒ کہتے ہیں:

''وہ وقت ہمارے لیے مبارک و مسعود ہو سکتا ہے کہ جب ہم اپنی اور اپنے ملک کی تربیت کر سکیں۔ ہر اصلاح کا نقطہ آغاز انسان کی ذات سے شروع ہوتا ہے اور جب تک انسان اپنی تربیت نہ کرے وہ دوسروں کی تربیت نہیں کر سکتا۔ آپ نے دیکھا کہ روز اول سے آج تک یہ تمام حکومتیں خصوصاً یہ آخری زمانے کی حکومتوں میں کہ جن کا آپ میں سے اکثر نے مشاہدہ کیا ہے، زمام کار ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں تھی کہ جو اسلامی تربیت کی خوبو سے بہت دور تھے اور جنھوں نے اپنی غلط تربیت کی وجہ سے ہمارے ملک کو ایسی منزل پر لا کھڑا کیا تھا جسے آپ خود ملاحظہ کر رہے ہیں۔

ان لوگوں نے ہماری قوم کو ایسے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے کہ اب اس کی تربیت واصلاح کیلئے ایک طولانی مدت درکار ہے۔ اسی لیے جو چیز ہم سب پر لازم وضروری ہے وہ یہ ہے کہ اصلاح وتربیت کا کام ہم اپنے نفس سے شروع کریں اور اپنے ظاہر کی اصلاح پر اکتفانہ کریں۔ اصلاح وتربیت کا نقطہ آغاز ہمارا قلب اور فکر وخیال ہونا چاہیے اور ہم روزانہ اس بات کی کوشش کریں کہ ہمارا آنے والا دن ہمارے گزرے ہوئے دن سے بہتر ہو۔ مجھے امید ہے کہ یہ جہاد بالنفس کی منزل ہم سب کو حاصل ہوگی۔۔۔ ہم اس دن عید منائیں گے کہ جب ہمارے محتاج، ضرورتمند اور معاشرے کے پسے ہوئے طبقہ سے وابستہ افراد صحیح آسائش والی زندگی اور صحیح اسلامی اور انسانی تربیت کو پالیں گے۔'' (18)

تعلیم سے پہلے تہذیب نفس

امام خمینیؒ نے ہمیشہ تعلیم پر تربیت کو مقدم قرار دیا ہے۔ وہ تعلیم سے پہلے تزکیۂ نفس کے قائل تھے اور اس بات پر بہت زیادہ زور دیتے تھے۔ درج ذیل اقتباس میں بھی امامؒ اسی مطلب کو قدرے کھول کر بیان کرتے ہیں:

''اگر علم ہوتا اور تہذیب نفس نہ ہوتی، اگر بشریت سے انبیاء کو نکال دیا جائے یا یہ فرض کریں کہ انبیاء شروع ہی سے نہ ہوتے اور انسان خود بخود پرورش پاتا تو تمام انسانیت ہلاک و نابود ہو جاتی اور بشریت میں کوئی ایک اچھا انسان پیدا ہی نہ ہوتا۔ یہ جو آج آپ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ بہت سے افراد نیک ہیں، یہ سب انبیاء الٰہی کی معنوی تربیت کی برکت کے سبب سے ہیں۔ انبیاء کی اسی معنوی تربیت کو در حالیکہ تمام افراد نے قبول نہیں کیا تھا، لیکن اس کے باوجود اس نے دنیا میں اتنی نورافشانی کی ہے کہ بہت سے لوگ اور معاشرے کے پسے ہوئے افراد، نیک راہ کے راہی بن گئے ہیں۔ ان افراد میں خرابی اور بگاڑ کم پیدا ہوتا ہے۔

اگر ہم فرض کریں کہ آپ حضرات جو یہ چاہتے تھے کہ معاشرے کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں اور اسی لیے آپ نے تعلیم بالغان جیسی تحریک کا آغاز کیا تو اگر آپ اس تعلیم کے ساتھ تربیت نہ کریں اور (اپنی اور معاشرے کی) تہذیب نفس کی طرف توجہ نہ دیں تو آپ کا یہ تعلیم دینے کا عمل لاکھ اچھا ہی سہی، لیکن بے قدر و قیمت ہوگا، چنانچہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت لازمی ہے۔ اگر ان نونہالوں کی تعلیم کے ذمہ دار حضرات کی توجہ صرف

اس جانب ہو کہ صرف ان کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں اور آپ ان کی تربیت و تہذیب نفس کیلئے کوئی اقدامات نہ کریں تو آپ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اپنے وطن کیلئے کوئی ایک مثبت کام اور خدمت انجام نہیں دی۔" (19)

تعلیم وتربیت سعادت کے دو پَر ہیں

امام خمینیؒ کے نزدیک انسانی معاشروں کے لئے فقط تعلیم ہی کافی نہیں ہے جب تک اس کے ساتھ تزکیۂ نفس اور اخلاقی تربیت نہ، اس وقت تک کوئی بھی معاشرہ ،مثالی انسانی معاشرہ نہیں بن سکتا۔امامؒ تعلیم وتربیت کو معاشروں کی بلند پرواز کے لئے دو پَروں سے تشبیہ دیتے ہیں جن کے سہارے وہ عروج وسربلندی کے آسمان پر پرواز کرتے ہیں:

"اگر یونیورسٹی کے پروفیسر حضرات کی توجہ صرف اسی بات پر ہو کہ وہ صرف سبق پڑھائیں، لیکچر دیں اور طالب علموں کو صرف علم دے دیں تو چنانچہ اگر اس تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت نہیں کی جائے اور معنویت وہدایت کا سامان نہ ہو تو وہ یہ جان لیں کہ اس یونیورسٹی سے فارغ التحصیل افراد برائی ہی پھیلائیں گے۔ (پس) اگر مقصد فقط تعلیم دینا ہی ہو اور معنوی تربیت نہ ہو تو پھر یونیورسٹیوں سے جو لوگ نکلیں گے وہ خرابی ہی پیدا کریں گے، دینی مدارس بھی اسی طرح ہیں، اگر دینی مدارس اور حوزہ ہائے علمیہ میں طالب علموں کی تہذیب نفس کیلئے اقدامات نہ کیے جائیں، ان کے اخلاق کو بہتر بنانے کیلئے کام نہ کیا جائے اور معنوی تعلیم کا کوئی انتظام نہ ہو، یعنی صرف تعلیم دی جائے اور صرف علم ہی سے ان کو مالامال کیا جائے تو وہاں سے بھی فارغ التحصیل افراد دنیا کو ہلاکت و نابودی سے دوچار کریں گے۔

پس یہ کہنا چاہیے کہ یہ دو رکن یعنی تعلیم وتربیت ہمیشہ سے ساتھ ساتھ ہیں اور اگر ایک معاشرے میں، ایک ادارے میں یا ایک مدرسے اور یونیورسٹی میں طالب علموں کیلئے ان دونوں ارکان سے ایک ساتھ استفادہ کیا جائے تو اس وقت ہم یونیورسٹی، دینی مدارس اور معاشرے کے تمام افراد سے ان کی ہر قسم کی علمی سطح اور ان کے تمام تر مراتب علمیہ کے ساتھ ہر وقت مستفیض ہو سکیں گے۔

بنابریں، جو چیز اہم ہے وہ زمانۂ طفولیت سے ہی ان نونہالوں کی روح کی پرورش کرنا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ان کی روحانی تربیت کی جائے اور یہ علمی زیور سے مالامال بھی ہوں۔ علم اگر ایک آلودہ قلب اور برے خیالات کے حامل ذہن میں اخلاق کا لبادہ اوڑھ کر وارد ہو تو اس کا ضرر و نقصان نادانی اور سہو کے نتیجے میں ہونے والے ضرر سے زیادہ ہے۔ صحیح ہے کہ نادانی ایک بڑی چیز کا فقدان ہے لیکن اس میں نہ تو کسی کو نقصان پہنچایا جاتا ہے اور نہ ہی کسی کو نابود کیا جاتا ہے۔برخلاف اس چیز کے کہ علم ہو لیکن اخلاق وتہذیب اور انسانی وخدائی خیال وتوجہ کے بغیر، یہی چیز ہے جو انسان کو ہلاکت سے دوچار کرتی ہے۔انبیاء جس قدر تربیت کیلئے زور دیتے تھے اور لوگوں کو مہذب اور تہذیب یافتہ بنانے کیلئے جتنی کوششیں کرتے تھے اتنی سعی علم کیلئے نہیں کرتے تھے۔ تہذیب نفس کیلئے زیادہ کوششیں اسی لیے کی جاتی ہیں کہ اس کا فائدہ اور نفع زیادہ ہے۔ ہاں! البتہ علم بھی ایک ایسی چیز ہے کہ جو سب کی توجہ کا مرکز رہی ہے لیکن علم کو تربیت کے ساتھ ہونا چاہیے۔ یہ وہ دو پر ہیں کہ اگر کوئی قوم چاہے کہ سعادت وخوش بختی کی طرف پرواز کرے تو اسے انہی دو پروں "تعلیم وتربیت" کے ذریعے ہی پرواز کرنی چاہیے۔اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو سعادت کی طرف پرواز ناممکن ہے۔" (20)

*****

حوالہ جات

1۔ فلسفہ تعلیم وتربیت،، دفتر ہمکاری حوزہ ودانشگاہ، ج ۱، ص ۳۴۱، تہران

2۔ مطہری، مرتضیٰ، تعلیم وتربیت دراسلام، ص ۲۳، ۲۲، انتشارات صدرا، تہران

3۔ سورۂ جمعہ، آیت ۲

4۔ سورۂ زمر، آیت ۹

5۔ سورۂ انعام، آیت ۵۰

6۔ کاشانی، محسن فیض، محجۃ البیضا، جامعہ مدرسین، ۱۳۷۱ ش، ج ۲، ص ۲۴۱۱، قم

7۔ آیۂ شریفہ کی طرف اشارہ ہے: (قالَ ربِّ لِمَ حشرتنی اعمیٰ وقد کنت بصیراً قال کذلک اتتک آیاتنا فنسیتها و کذلک الیوم تُنسیٰ) (سورۂ طہٰ، آیت ۱۲۵ و ۱۲۶)۔

8۔ روح اللہ، خمینی، چہل حدیث، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۱ ش، ص ۱۵، تہران

9۔ روح اللہ، خمینی، شرح حدیث جنود عقل وجہل، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۱ ش، ص ۶۸، تہران

10 ۔روح الله ،خمینی ،شرح حدیث جنود عقل وجہل،مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی ،۱۳۸۱ ش، ص ۱۰۸، تہران

11۔ روح اللہ، خمینی، شرح حدیث جنود عقل وجہل، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۱ ش، ص ۱۴۰، تہران

12۔ روح اللہ، خمینی، شرح حدیث جنود عقل وجہل، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۱ ش، ص ۱۵۴، تہران

13۔ (کل مولود یولد علی الفطرۃ ثم انّ ابواہ یھوّدانہ وینصرانہ ویمجّسانہ) ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (عوالی اللئالی، ج ۱، ص ۳۵، فصل ۴، ح ۱۸)

14۔ روح اللہ، خمینی، صحیفہ امام، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۵ ش، ج ۱۴، ص ۱۳، تہران

15۔ روح اللہ، خمینی، صحیفہ امام، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۵ ش، ج ۱۴، ص ۱۵۲، تہران

16۔ روح اللہ، خمینی، صحیفہ امام، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۵ ش، ج ۱۴، ص ۳۹۱، تہران

17۔ روح اللہ، خمینی، صحیفہ امام، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۵ ش، ج ۱۴، ص ۳۹۳، تہران

18۔ روح اللہ، خمینی، صحیفہ امام، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۵ ش، ج ۱۵، ص ۴۹۱، تہران

19۔ روح اللہ، خمینی، صحیفہ امام، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۵ ش، ج ۱۶، ص ۵۰۰، تہران

20۔ روح اللہ، خمینی، صحیفہ امام، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۵ ش، ج ۱۶، ص ۵۰۰، تہران